ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ دسمبر ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۴ر

سالکِ راہ

میں خوش نصیب ہوں، تجھ سے سوال کرتا ہوں
میں اپنے ایماں کو یوں لازوال کرتا ہوں

تری تلاش میں پھرتا ہوں کوہ و صحرا میں
متاعِ شوق کو نذرِ وصال کرتا ہوں

مری نجات کا ساماں ہے وردِ اِلّا اللہ
میں خواہشات کو اب پائمال کرتا ہوں

نگاہِ شیخ نے بدلا ہے یوں ضمیر مرا
میں اپنے حال کو ہم رنگِ قال کرتا ہوں

میں ان کی خاک کو سُرمہ بنا کے آنکھوں کا
دل و نگاہ کو وقفِ جمال کرتا ہوں

شبانہ روز میں اُمیدِ باریابی سے
ترے ہی در پہ صدا، ذُوالجلال کرتا ہوں

حریمِ ناز پہ پہنچوں، یہ کچھ بعید نہیں
ترے جو لطف و کرم کا خیال کرتا ہوں

وہ بدنصیب ہے، جس نے یہاں کیا دعویٰ
"میں زورِ بازُو سے کسبِ کمال کرتا ہوں"

لال دین اخگر

حضرت بلال حبشیؓ

ارفع و اعلیٰ ہے تیرا دونوں عالم میں مقام
تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام اے عاشقِ خیرالانامؐ

موجزن تھا دل میں تیرے اس قدر عشقِ نبیؐ
کافروں کے ظلم سے بھی تو نہ گھبرایا کبھی

بے گماں تجھ پر کئے کفّار نے ظلم و ستم
بالیقیں صابر رہا تو اے بلالِؓ محترم

زندگی بھر تو رہا پروانۂ شمعِ رسولؐ
تیرے دم سے دینِ قیّم کے ہُوئے زندہ اصُول

ہمّتِ صدیقؓ سے جب تجھ کو آزادی ملی
مفتخر احرار تھا تو پھر بہ اشفاقِ نبیؐ

گونجتی تھی جب جہاں میں تیری آوازِ اذاں
لرز اُٹھتا تھا جہانِ کفر اس دم بے گماں

زیرِ سایہ مصطفےٰؐ تم دائماً شاداں رہے
سیّد الکونینؐ تم پر عمر بھر نازاں رہے

پا گئے جب سرورِ کونینؐ دُنیا سے وصال
ہجر کا غم تیرے دل میں بڑھ گیا اس دم بلالؓ

ہو گئے اس دم مدینہ سے روانہ سوئے شام
اور دمشقِ انبیاؑ میں زندگی کر دی تمام

ہے عیاں اسلامیوں پر عظمت و شانِ بلالؓ
کارنامے ان کے انورؔ دہر میں ہیں بے مثال

نور محمد انورؔ ۔ کالا باغ

هفت روزہ
خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵
جلد ۶ | ۳ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۳۳

لاہور کا آتشیں طوفان
دلگداز حادثہ

دسمبر ۱۹۶۰ء کے دوسرے ہفتہ میں لاہور اکبری منڈی میں آگ لگنے کا جو حادثہ پیش آیا۔ وہ نہایت ہی افسوسناک و عبرتناک ہے۔ اسمیں تین مکان جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ مکان جلتے ہی ہیں۔ مگر یہاں مکینوں کا شعلوں کی خوراک بن جانا انتہائی دلدوز اور دل ہلا دینے والا حادثہ ہے۔ اللہ تعالے مرحومین کو جنّت نصیب کرے اور پس ماندگان، اہلِ محلہ اور سارے مسلمانوں کو صبر و اجر عطا فرمائے۔

آگ رات کو نصف شب کے بعد لگی اور یکدم پھیل گئی۔ کہتے ہیں پتنگوں (گڈیوں)، کی دوکان میں بارودی پٹاخوں اور آتش گیر مادہ کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا۔ آگ سے بچنے کے لئے محصور افراد نے کوشش بھی کی اور بہت سے افراد نکلنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ مگر دس پندرہ زندہ مسلمانوں کا آگ میں جلنا اور دوسروں کا بس نہ چلنا ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ اس طرح کے حوادث کی موت یوں بھی شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر بھی اُن کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالے ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے لواحق و متعلقین کے دلوں پر صبر کا پانی برسائے ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے۔

اس حادثے میں ہمارے لئے چند در چند نصیحتیں اور عبرتیں ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ سُنا گیا ہے۔ کہ فائر بریگیڈ کے کام میں پانی کی کمی کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو لاہور میونسپلٹی کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کر کے آئیندہ کے لئے اس قسم کے حادثوں کے لئے خاص انتظام کرنا چاہیئے۔

(۲) جس لہو و لعب کو اسلام نے روکا ہے اس سے نہ رُکنا اور لایعنی کھیل تماشوں کے سامان اور آتشبازی جیسے اسراف اور خطرناک اعمال پر پابندی نہ لگانا یا پابندی پر سختی سے عمل نہ کرانا اور لائسنس کے ذریعہ سے ممانعت کی مصالح کو فوت کر دینا بعید از عقل ہے۔ اسلام کی اس ایک حکمت کے مقابلہ میں سینکڑوں دلائل بیکار ہیں۔ اگر سو سال تک ایسے اعمال یا ایسی تجارت سے کروڑوں روپے بھی کما لئے جائیں۔ ان سے موجودہ اتلاف جان کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

(۳) حوادث پوچھ کر نہیں آیا کرتے نہ کسی کو تقدیر کا علم ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو ہر وقت توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیئے اور کسی وقت بھی اللہ تعالے سے بے خوف نہ ہو جانا چاہیئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ کہ قضا کو اگر کوئی چیز روک سکتی ہے۔ تو صرف دعا ہے۔ ایک قضاء مبرم کہلاتی ہے۔ جسکا اللہ تعالٰی کے علم میں ہونا یقینی ہو۔ یہ تو ٹل نہیں سکتی۔ دوسری قضاء معلّق یعنی فلاں آدمی زہر کھائیگا تو مریگا۔ لیکن یہ بات کہ آیا کھائیگا یا نہیں۔ پوری طرح اللہ تعالے ہی کو معلوم ہوتی ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری قضاء کہ فلاں دعا کریگا تو فلاں حادثہ ٹل جائے گا۔ فلاں کام کریگا تو ایسا ہو گا۔ یہ قضاء معلّق کہلاتی ہے۔ تو اس طرح کے اسباب میں مصیبت ٹالنے کا سب سے کار آمد ذریعہ دعا ہے۔ دعا میں عبدیت اور بندگی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے اور اللہ تعالے سے مانگنے کا قرآن پاک میں حکم ہے۔

دعا میں دو مطلب ہوتے ہیں۔ ایک وہ چیز جو دعا میں اللہ تعالے سے مانگی جاتی ہے اور ایک خود دعا یعنی اللہ تعالے سے مانگنا اور سوال کرنا۔ یہ بھی مطلوب ہے۔ اسکا بھی قرآن میں حکم ہے۔ بلکہ اس طرح سوال نہ کرنے اور دعا نہ مانگنے پر اظہار ناراضگی فرمایا گیا ہے۔ حاجات کے لئے وظیفے پڑھنے سے دعا مانگتے رہنا زیادہ مفید ہے۔ اس لئے کہ وظیفہ پڑھنے سے ایک طرح سہارا اسی وظیفہ پر ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ کام ہو گا۔ مگر جب صرف دعا ہی دعا ہو تو اس میں پورا بھروسہ اور پوری نظر اللہ تعالٰی پر رہتی ہے۔ اس میں عبدیت اور بندگی زیادہ ہے اور اسی لئے پسند ہے تو انسان کو ہر وقت دعا مانگتے اور حادثوں سے امان چاہتے رہنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہیئے کہ سوتے وقت تین بار آیت الکرسی پڑھ کر خیال سے مکان کے چاروں طرف پھونک دینے سے امید ہے کہ اللہ تعالے رحم فرما کر حوادث سے محفوظ رکھے۔

(۴) اللہ تعالے کی تقدیر پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ اس حادثہ میں دیکھو۔ ایک آدمی اسی دن سیالکوٹ سے لاہور آیا۔ دراصل اُس کی موت آگ کے ذریعہ لاہور میں مقدر تھی۔ اسکو لانا تھا۔ اور ایک جوان بچّی اپنے رشتہ داروں اور بہت سے افراد کو دوسرے مکان میں پہنچانے میں مدد دیتی رہی۔ اور خود مکان سے نکلی۔ لیکن حیاء اور غیرت کی پُتلی نے مردوں میں دوپٹہ کے بغیر جانا مناسب نہ سمجھا۔ دوپٹہ کے لئے پھر مکان میں گئی۔ دوپٹہ لے بھی لیا۔ مگر اتنے میں بارود کو آگ لگ گئی اور مکان کے پرخچے اُڑ گئے اور ساتھ ہی اس نیک فطرت خاتون کا چراغ زندگی بھی گل ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ ہے تقدیر۔ تقدیر کا لکھا پورا ہوتا ہے ؎

اپنی خوشی سے آنا نہ اپنی خوشی سے جانا

کون جانتا تھا کہ آج رات کو ہمارے محلہ و بازار میں یہ حادثہ ہونے والا ہے۔ جس سے علاقہ میں کہرام مچ جائیگا۔ سارا شہر ماتم کدہ بن کر حیران و پریشان ہو گا۔ اور غم کے مارے علاقہ کے بازار بند ہو جائیں گے۔

حکومت یونین کونسل اور میونسپلٹی کو چند مشورے

بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام ایسے کاموں سے کنارہ کشی کر لیں۔ جن سے ہمارے آقا و مالک اللہ تعالے ناراض ہوتے ہوں۔

(۱) اس سلسلہ میں شہر سے بارود اور آتش گیر مادہ کی دوکانیں دُور کر دینی ضروری ہیں

(باقی صکا پر دیکھئے)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ کی بیماری سخت ہوتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَلْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے کسی شخص کی بیماری کو اتنا سخت نہیں پایا۔ جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کو۔ (بخاری و مسلم)

مومن و منافق کی مثال

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ وَ لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْاَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے۔ ہوائیں ہر وقت اس کو حرکت دیتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مومن کو مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے۔ کہ وہ حرکت میں نہیں آتا۔ یہاں تک کہ اکھاڑا جاتا ہے۔

بیماری کی فضیلت

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ:- حضرت ابوموسٰیؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت بیمار ہوتا ہے بندہ یا سفر کرتا ہے (اور اس سے اس کے اوراد و نوافل فوت ہوتے ہیں) تو اس کے حساب میں اتنا ہی لکھا جاتا ہے۔ جتنا کہ وہ صحت اور اقامت کی حالت میں کیا کرتا تھا۔

طاعون میں مرنا شہادت ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:- حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طاعون میں مرنا، شہادت ہے ہر مسلمان کے لئے۔

شہداء پانچ ہیں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَ الْمَبْطُوْنُ وَ الْغَرِيْقُ وَ صَاحِبُ الْهَدْمِ وَ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء پانچ ہیں۔ ایک طاعون زدہ، دوسرا جو پیٹ کی بیماری میں مرے یعنی دستوں وغیرہ میں، تیسرا جو پانی میں بے اختیار ڈوب کر مرے چوتھا جو دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مرے پانچواں جو خدا کی راہ میں شہید ہو۔

اندھا ہو جانے پر صبر کا ثواب!

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُهٗ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ترجمہ:- حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں جس بندے کو دو پیاری چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہوں اور وہ ان پر صبر کرتا ہے۔ تو ان کے بدلہ میں میں اس کو جنّت دیتا ہوں۔ اور وہ دو پیاری چیزیں آنکھیں ہیں۔ یعنی میں جس کو اندھا بنا دیتا ہوں۔

عیادت کا ثواب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَ اِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَ كَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ:- حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں شام تک، اور جو عیادت کرتا ہے شام کے وقت، اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں ستّر ہزار فرشتے صبح تک۔ اور بہشت میں اس کے لئے ایک باغ مقرّر کر دیا جاتا ہے۔

عیادت معمولی تکلیف پر بھی کرو

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ:- حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں میں درد تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی۔

عیادت کی فضیلت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَ عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ:- حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مسلمان بھائی کی عیادت کی۔ تو دُور رکھا جاتا ہے اس کو دوزخ سے ساٹھ برس کی مسافت کی دُوری پر۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یہ کہے اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ۔ یعنی دُعا کرتا ہوں میں اللہ بزرگ و برتر سے جو مالک ہے عرش عظیم کا یہ کہ وہ تجھ کو شفا دے تو اللہ اسکو شفا (۱۵)

(۱۵) دیتا ہے بشرطیکہ اُسکی موت کا وقت نہ آ گیا ہو ۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲۶ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۰ء

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

حصہ اول: مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچانے والا صحیح راستہ فقط قرآن مجید دکھاتا ہے

حصہ دوم: قرآن مجید کے احکام کی بہترین شرح فقط حدیث شریف ہے

پہلے حصہ پر شواہد

پہلا شاہد

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ البقر رکوع ۲۶ پارہ ۲)۔

ترجمہ:۔ سب لوگ ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے۔ اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں۔ تاکہ لوگوں میں اس بات کا فیصلہ کرے۔ جس میں اختلاف کرتے تھے اور اس میں اختلاف نہیں کیا۔ مگر انہیں لوگوں نے جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں۔ آپس کی ضد کی وجہ سے۔ پھر اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت کی۔ جو ایمان والے ہیں۔ اس حق بات کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے۔ اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ پہلے لوگ سب کے سب ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ تاکہ سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو خوشخبری سنائیں۔ اور غلط راستہ اختیار کرنے والوں کو ڈرائیں اور ان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کتاب بھی نازل فرمائی۔ تاکہ جس چیز میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہو۔ کتاب اللہ سے فیصلہ کرالیں۔ اور اختلاف بھی واضح ترین احکام نازل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے رونما ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہلوں کی اختلافی چیزوں کو مدِ نظر رکھ کر ایک واضح ترین کتاب نازل فرمائی۔ جو اللہ کے حکم سے اُنکے تمام اختلافی مسائل کو حل کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے۔ سیدھے راستہ کی راہنمائی کرے۔

جب

مسلمانوں کی طرف یہ نازل شدہ قرآن مجید تمام سابقہ مسائل میں تمام اقوام کے اختلافی مسائل کو حل کرنے والی کتاب ہے۔

اسلئے

تمام سابقہ اقوام عالم کو چاہیئے کہ تکبّر کو چھوڑ دیں اور آخری کتاب یعنی قرآن مجید سے اپنے تمام اختلافی مسائل کا حل کرائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

دوسرا شاہد

وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ط وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۱ پارہ ۴)۔

ترجمہ:۔ اور تم کس طرح کافر ہو گئے حالانکہ تم پر اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس کا رسول تم میں موجود ہے اور جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑے گا۔ تو اُسے ہی سیدھے راستہ کی ہدایت کی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم کس طرح کافر ہو سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا رسول بھی تم میں موجود ہے یاد رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ مضبوط کرکے پکڑے گا۔ تو اسے سیدھے راستہ پر اللہ تعالےٰ لے چلائیگا۔

تیسرا شاہد

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ لا يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع نمبر ۳ پارہ نمبر ۶)۔

ترجمہ:۔ اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے۔ اور بہت سی چیزوں سے درگذر کرتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں الٰہی ظاہر کر دکھاتا ہے۔ جو تم مخلوقات الٰہی سے چھپایا کرتے تھے۔ اور بعض غیر ضروری چیزوں سے درگزر کرتا ہے۔ یاد رکھو۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ایک نور اور کتاب واضح آچکی ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ کی جب بازپرس ہوگی۔ تو تمہارا یہ عذر نہیں ہو سکے گا۔ کہ اے اللہ ہمیں ان باتوں کا علم ہی نہیں تھا۔ اس کتاب اللہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو کر سلامتی کے راستوں پر چلنا چاہتے ہیں۔ ایسے حضرات کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے

نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور انہیں سیدھا راستہ سمجھا دیتا ہے۔

چوتھا شاھد

قُلْ اِنَّنِیْ هَدَانِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ:- کہہ دو۔ میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔ ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ کہہ دو بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں پہلے فرمانبردار ہوں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ میرا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام والا دین ہی ہے۔ اور میں مشرکوں سے بیزار ہوں۔ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ جس نے سارے جہان کی پرورش کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس کا کوئی بھی ان کاموں میں شریک نہیں ہے۔ اور مجھے اسی اعلان کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں

پانچواں شاھد

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ○ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵)۔

ترجمہ:- بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے۔ کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ یہ قرآن مجید وہ راہ دکھاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تجویز کی ہے۔ اور سب راہوں سے زیادہ سیدھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور ہر چیز کا پورا اندازہ لگا لیتا ہے۔ کہ اس کام کا بالآخر کیا نفع ملے گا۔ اور کتنا نقصان ہوگا۔ انسان اس آخری اندازہ سے قاصر ہے۔ اس لئے جو فیصلہ کسی چیز کے نیک یا بد ہونے کا ہوگا وہ یقیناً صحیح ہوگا۔ انسان کو چونکہ پتہ صحیح نہیں لگ سکتا۔ ممکن ہے۔ کہ انسان غلط ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کسی حالت میں بدل نہیں سکتا ؛

حصہ دوم

اور اس کے شواہد

قرآن مجید کے احکام کی بہترین شرح فقط حدیث شریف ہے

اس کے شواھد

پہلا شاھد

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ○ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ:- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

اس اعلان

سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی جو تعبیر امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر دکھائیں۔ باقی جو اس کے مخالف ہونگی۔ سب غلط ہوں گی۔

اب جو

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ نماز کے خلاف کرے گا۔ ہم اسے کہیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تجویز کردہ نماز کو ہم گمراہی سے تعبیر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مراد وہی نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پڑھ کر دکھائی ہے ؛

دوسرا شاھد

قولہ تعالیٰ:- وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ (سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)۔

ترجمہ:- اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

علم نحو کا قاعدہ

ہے۔ کہ ما اور الّا کا کلمہ جس فقرہ میں آجائے وہاں حصر مقصود ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون شریعت کے بیان کرنے میں ہر ارشاد مؤید بالوحی ہوتا ہے۔

وحی کی دو قسمیں

یہ یاد رہے۔ کہ وحی کی حضرات اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی جلی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آکر پہنچا جائیں۔ اس کو وحی جلی کہتے ہیں۔ اس قسم کی وحی کا دوسرا نام قرآن مجید ہے۔

دوسرا قسم وحی کا ہے۔ وحی خفی جسے حضرات علماء کرام وحی خفی کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں۔ یہ وحی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں القاء فرما دیتے ہیں۔ اس کو وحی خفی یا حدیث شریف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں قسمیں وحی کی معصوم عن الخطاء ہیں۔

لہذا

جو شخص دوسرے قسم کی وحی یعنی حدیث شریف کا منکر ہے۔ وہ گویا کہ اجماع امت محمدیہ کے مخالف ہے۔

اسلئے

جو منکر حدیث ہے۔ وہ مسلمانوں کی فہرست سے خارج ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے اعلان کے مطابق اس وحی خفی کا ماننا بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے ؛

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ کے برگزیدہ بندے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

کئی مرتبہ اس مجلس میں نیک نیتی سے شریک ہونے والوں کے لئے حدیث شریف بیان کر کے اللہ تعالےٰ کی مغفرت کا ذکر کر چکا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نیک نیتی سے محض اپنی رضا کے لئے آنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ یا اللہ العالمین۔

ہر جمعرات کو اصلاح حال کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اصلاح قال کے ساتھ اصلاح حال بھی بہت زیادہ ضروری ہے ؎

قال را بگذار بنگر بسوئے حال
بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلالؓ

ترجمہ:- قال کو چھوڑ دے حال کو دیکھ۔ تیرے اشہد کہنے پر گویا کہ ہنستا ہے اسہد کہنا بلالؓ کا۔

ہمارے ہاں بنگالی طالب علم آتے ہیں۔ وہ "ج" نہیں بول سکتے۔ اور بعض زبانیں ایسی ہیں کہ وہ "ش" نہیں بول سکتے۔ حضرت بلالؓ بھی "ش" غلط پڑھتے تھے اور اشہد کی بجائے اسہد پڑھتے تھے۔ مگر اُن کی نیت نیک تھی۔ اس لئے ان کا اخلاص مقبول تھا اور اللہ تعالےٰ نے ان کا مجسمہ جنت میں پہلے تیار کر رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جب جنت میں سیر کے لئے گئے۔ تو وہاں حضرت بلالؓ پہلے چل پھر رہے تھے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ حقیقت حال سے واقف ہے اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ دل میں رضاء الٰہی ہے یا نہیں۔ کئی جمعرات سے امراض روحانی پر تبصرہ کر چکا ہوں کہ ریاء نہ ہونے پائے کبر نہ آنے پائے۔ عجب پیدا نہ ہو۔ بخل نہ کیا جائے۔ اسراف نہ کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے۔ خیار عباد اللہ اذا رؤوا ذکر اللہ۔

ترجمہ:- اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ جب اُن کو دیکھا جائے۔ تو خدا یاد آئے ---!

کسی نے کہا ہے ؎

زبان خلق نقارۂ الٰہیست

آپ مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جب آپ کسی شخص کا نام لیتے ہیں۔ تو دوسرے کہتے ہیں کہ وہ تو بڑا ہی بدمعاش ہے اور بعض کے متعلق لوگ کہتے ہیں سبحان اللہ، اللہ والے بڑے ہی نیک ہیں۔ لوگوں کی یہ رائے دراصل اللہ تعالےٰ کا القاء ہوتا ہے۔ غرض جیسا آدمی ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ لوگوں کے منہ سے وہ کہلواتا ہے۔ خدا کرے کہ انسان ایسا مقبول بن جائے کہ بارگاہ الٰہی میں خیر الانس بن جائے۔

جو ریاکار ہو گا۔ وہ ہزار اپنے آپ کو نیک کہلائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو قبول نہیں۔ بلکہ خلقت اسے بُرائی سے یاد کرے گی۔ بعض بظاہر نیکی کے پُتلے ہوتے ہیں۔ لیکن لوگ کہتے ہیں کہ بڑے ٹھگ ہیں۔ اگر آدمی بد ہو تو اللہ تعالےٰ اس کے متعلق بدی کی رائے پھیلاتا ہے۔ اور اگر عند اللہ نیک ہو تو لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نیکی کی القاء فرماتا ہے۔ جب تک کسی اہل اللہ کی صحبت میں مدت مدید رہ کر سیکھنے نہ پائے یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا۔

میں جو اصلاحی چیزیں عرض کر چکا ہوں اگر آپ ان سے بری الذمہ ہو جائیں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کے متعلق لوگوں میں ملائکہ عظام کے ذریعہ سے نیک نامی پھیلا دے گا اگر آپ کے نیک عمل میں ریاء ہو گا۔ تو اللہ تعالےٰ کبھی تائید نہ ہونے دے گا۔ اگر کبر ہو گا۔ تو لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوں گے۔ اگر مذکورہ تمام بیماریاں نکل جائیں تو ہر شخص کے دل میں ملائکہ عظام کے ذریعہ نیکی کا پروپیگنڈا کراتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو حقیقتاً اِن امراض سے بچائے آمین یا اللہ العالمین۔

آدمی اپنے اندر کوئی خوبی ظاہر کرے اور وہ نہ ہو۔ یعنی ظاہرداری کر کے خلق خدا میں مقبول بننا چاہے تو ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مقرب بننے کی کوشش کریں۔ شرافت اور چیز ہے اور لباس اور چیز ہے۔ اچھے کپڑے تو کنجڑوں کے بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ کمائی ہی کپڑوں کی کھاتے ہیں۔

طبیعت اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ تو انسان اپنے آپ کو ایسا بنائے کہ کسی کو دکھ نہ پہنچائے۔ اگر امراض روحانی نکل جائیں تو کسی کا مقابلہ نہ کریں گے۔ اہل اللہ سے یہ چیزیں سیکھنے سے آتی ہیں۔ کئی اللہ والے کہتے ہیں۔ اللہ تیرا بھلا کرے۔ انسان اپنے آپ کو پاک رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ جب اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے اور امراض روحانی نکل جائیں تو ہر کہ و مہ عزت کرتا ہے۔ دُنیا خود بخود پیچھے چلی آتی ہے۔ اور آخرت بھی سنور جاتی ہے۔

ایک آدمی حضرت امروٹیؒ کے ہاں لاہور سے گیا اس کو ملازم کرانا تھا۔ حضرتؒ نے اُسے سکھر بھیجا۔ مگر متعلقہ افسر نے اُسے ملازم نہ رکھا تو حضرت خود تشریف لے گئے۔ اُسنے پوچھا۔ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں۔ فرمانے لگے۔ تیرا منہ کالا کرنے کے لئے میں نے جو آدمی بھیجا تھا۔ تو نے ملازم کیوں نہیں رکھا۔ چنانچہ اُس نے فوراً ملازم رکھ لیا۔

آپ نے ایسے آدمی نہیں دیکھے۔ وہاں اللہ کا نام ہوتا ہے۔ اس واسطے لوگ جھکتے ہیں۔

حضرت عالمؒ بھی تھے اُن کا سندھی ترجمہ مع قرآن مجید نویں مرتبہ چھپ چکا ہے حضرتؒ کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے چھپوا رہا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اخلاص عطا فرمائے۔ آمین۔ سبحانک اللّٰھم و بحمدک نشھد ان لا الٰہ الا انت نسئلک الجنۃ نستغفرک و نعوذ بک من النار۔

جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملکۂ سبا (بلقیس) کے نام

حضرت سلیمانؑ نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے!

حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے صاحبزادہ ہیں۔ باپ بیٹے ہیں سے ہر ایک کو اُسکی شان کے لائق اللہ تعالےٰ نے علم کا خاص حصہ عطا فرمایا۔ یعنی شریعت، احکام واصول سیاست وحکمرانی وغیرہ۔

ہر دو کو بہت بندگان پر خدا نے فضیلت بخشی ہے۔ حضرت داؤدؑ کے بیٹوں میں سے اُن کے اصل جانشین حضرت سلیمانؑ ہوئے۔ جن کی ذات میں اللہ تعالےٰ نے نبوّت اور بادشاہت دونو جمع کر دیں اور وہ مُلک عطا فرمایا۔ جو اُن سے قبل یا بعد کسی کو نہ ملا۔ جن۔ ہوا اور پرندوں کو اُن کے لئے مسخّر کر دیا۔ حضرت سلیمانؑ جب کسی طرف کوچ کرتے تو جن، انس، طیور تینوں قسم کے لشکروں میں سے حسبِ ضرورت و مصلحت ساتھ لئے جاتے تھے۔ اور ان کی جماعتوں میں خاص نظم و ضبط قائم رکھا جاتا تھا۔ مثلاً پچھلی جماعتیں تیز چل کر یا اُڑ کر اگلی جماعتوں سے آگے نہیں نکل سکتی تھیں۔ نہ کوئی سپاہی اپنی ڈیوٹی یا مقام کو چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ جس طرح آج برّی و بحری اور ہوائی طاقتوں کو ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ کام میں لایا جاتا ہے۔

ہُدہُد کی غیر حاضری

کسی ضرورت سے حضرت سلیمانؑ نے اُڑنے والی فوج کا جائزہ لیا۔ ہُدہُد ان میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے ہُدہُد کو میں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھ کو نظر نہیں آیا یا حقیقت میں غیر حاضر ہے؟

پرندوں سے حضرت سلیمانؑ مختلف کام لیتے تھے۔ مثلاً ہوائی سفر میں انکا پَرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا یا خطوط وغیرہ لے جانا۔ ممکن ہے کہ ہُدہُد کی اُس وقت کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا۔ کہ میں اُس کو سخت سزا دوں گا۔ یا ذبح کر ڈالوں گا۔ اگر وہ میرے پاس کوئی صریح سند نہ لایا۔ یا اپنی غیر حاضری کا کوئی عُذر پیش کرے۔ ہُدہُد نے ملکہ سبا کا حال بتلایا۔

سبا ایک قوم کا نام ہے۔ اُن کا وطن عرب میں یمن کی طرف تھا۔ گویا ہُدہُد کے ذریعہ سے حق تعالےٰ نے متنبّہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ نے علم مرحمت فرمایا تھا۔ مگر اُن کو ایک جزئی کی اطلاع ہُدہُد نے دی۔

ہُدہُد کا حضرت سلیمانؑ کو مشرک آفتاب پرست قوم کے ساتھ جہاد کی ترغیب دینا

ہُدہُد نے حضرت سلیمانؑ کو بتایا کہ ایک عورت بلقیس قوم سبا پر بادشاہی کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس کو ہر ایک چیز مال اسباب، فوج، اسلحہ اور حسن وجمال سب کچھ دیا ہے۔ اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا مکلّف، مرصّع اور بیش قیمت تھا۔ کہ اُس زمانہ میں کسی بادشاہ کے پاس ایسا نہ تھا۔ وہ قوم مُشرک آفتاب پرست ہے شیطان نے اُن کی راہ ماردی اور مشرکانہ رسُوم و اطوار کو اُن کی نظر میں خوبصورت بنا دیا۔ اسی لئے وہ راہِ ہدایت نہیں پاتے۔ ہُدہُد نے یہ کہہ کر گویا حضرت سلیمانؑ کو اُس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی۔

حضرت سلیمانؑ نے ایک خط لکھ کر ہُدہُد کے حوالہ کیا کہ ملکہ سبا کو پہنچا دے اور جواب لے کر آئے اور دیکھنا خط پہنچا کر وہاں سے ایک طرف ہٹ جانا۔ کیونکہ قاصد کا وہیں سر پر کھڑا رہنا آدابِ شاہانہ کے خلاف ہے۔ اپنے آپ کو چھپا لے۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھتا رہ۔ ہُدہُد خط لے گیا۔ بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی ہُدہُد نے روشندان میں سے جا کر اُسکے سینہ پر رکھ دیا۔

حضرت سلیمانؑ کے خط کا مضمون

ملکہ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں اور درباریوں کو جمع کیا۔ کہنے لگی۔ کہ میرے پاس یہ خط عجیب طریقہ سے پہنچا ہے۔ جو ایک بہت بڑے معزّز ومحترم بادشاہ سلیمانؑ کی طرف سے آیا ہے۔ اور وہ ایسا مختصر جامع اور پُرعظمت خط ہے کہ شاید ہی دُنیا میں کسی نے لکھا ہو۔

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ (پ ۱۹ ع ۱۷)۔

ترجمہ:۔ وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ میرے مقابلہ میں زور نہ کرو اور میرے سامنے حکم بردار ہو کر چلے آؤ۔

مطلب یہ تھا کہ میرے مقابلہ میں زور آزمائی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بہتری اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو اور حکم بردار ہو کر آدمیوں کی طرح سیدھی انگلیوں میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری شیخی اور تکبّر میرے آگے کچھ نہ چلے گا۔

ملکہ بلقیس نے درباریوں سے کہا کہ مجھ کو میرے کام میں مشورہ دو۔ میں تمہارے موجود ہوتے خود کوئی کام طے نہیں کرتی۔ بتاؤ کیا جواب دیا جائے۔ میں کسی اہم معاملہ کا فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کیا کرتی۔ درباریوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس زور و طاقت اور سامان حرب کی کمی نہیں۔ نہ کسی بادشاہ سے دبنے کی ضرورت ہے۔ تیرا حکم ہو تو ہم سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آگے تو مختار ہے۔ سوچ سمجھ کر حکم دے۔ ہماری گردن اس کے سامنے خم ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ درباریوں کی صلاح لڑائی کرنے کی تھی۔ مگر ملکہ نے اس میں جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور ایک درمیانی صورت اختیار کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ خط کے مضمون کی عظمت وشوکت اور دوسرے قرائن و آثار سے بلقیس کو یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ پر ہم غالب نہیں آسکتے اور کم از کم اس کا قوی احتمال ضرور تھا اُس نے بتلایا کہ ایسی شان وشکوہ رکھنے والے بادشاہوں سے لڑنا کھیل نہیں۔ اگر وہ غالب آ گئے (جیسا کہ قوی امکان ہے)، تو ملوک و سلاطین کی عام عادت کے موافق تمہارے شہروں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیں گے۔ اور وہ انقلاب ایسا ہو گا۔ جس میں بڑی عزت

والے سرداروں کو ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ لہٰذا میرے نزدیک بہتر ہے کہ ہم جنگ کرنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اُن کی طاقت، طبعی رجحانات نوعیتِ حکومت اور اس بات کا پتہ لگائیں کہ اُن کی دھمکیوں کی پُشت پر کونسی قوّت کار فرما ہے۔ اور یہ کہ واقعی طور پر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ اگر کچھ تحائف و ہدایا دے کر ہم آنے والی مصیبت کو اپنے سر سے ٹال سکیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ ورنہ جو کچھ رویّہ معلوم ہو جائے گا۔ اس کے مناسب کارروائی کرینگے

ملکہ بلقیس کی طرف سے حضرت سلیمانؑ کو تحائف بھیجنا

پھر جب حضرت سلیمانؑ کے پاس ملکہ کا ایلچی تحفے لے کر پہنچا تو انہوں نے فرمایا۔ کیا تم میری اعانت ایسے مال سے کرتے ہو۔ جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے۔ وہ بہتر ہے۔ یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک رہے۔ کیا تم نے مجھے محض ایک دُنیاوی بادشاہ سمجھا۔ جو مال و متاع کا لالچ دیتے ہو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حق تعالےٰ نے جو رُوحانی و مادی دولت مجھے عطا فرمائی ہے۔ وہ تمہارے مُلک و دولت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان سامانوں کی ہمیں کیا پروا۔

حضرت سلیمانؑ نے ایلچی کو کہا کہ لوٹ جا ان کے پاس۔ اب ہم لشکروں کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لئے پہنچتے ہیں اور ہم اُن کو وہاں سے بے عزّت کر کے نکال دیں گے اور وہ خوار ہوں گے۔ وہ قیدی بنیں گے جلا وطن ہوں گے اور ذلّت و خواری کے ساتھ انہیں دولت و سلطنت سے دستبردار ہونا پڑیگا۔ حضرت سلیمانؑ کو حق تعالےٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا۔ ورنہ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔

ملکہ بلقیس کا حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہونا

قاصد نے واپس جا کر پیغامِ جنگ پہنچا دیا بلقیس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی بادشاہ نہیں۔ اُن کی قوّت خدائی زور سے ہے۔ جدال و قتال سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ نہ کوئی حیلہ اور زور اُن کے رُو برو چل سکتا ہے۔ آخر اظہار اطاعت و انقیاد کی غرض سے بڑے ساز و سامان کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے روانہ ہو گئی۔ جب مُلکِ شام کے قریب پہنچی۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں سے فرمایا۔ کوئی ہے جو بلقیس کا تختِ شاہی اُس کے پہنچنے سے پیشتر میرے سامنے حاضر کر دے۔

اس میں بھی حضرت سلیمانؑ کو کئی طرح بلقیس پر اپنی خداداد عظمت و قوّت کا اظہار مقصود تھا۔ تاکہ وہ یہ سمجھ لے کہ یہ نرے بادشاہ نہیں۔ کوئی اور فوق العادت باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کا دربار روزانہ ایک معیّن وقت تک لگتا تھا۔ جنّوں میں سے ایک دیو عفریت کہنے لگا۔ اس سے پہلے کہ آپ دربار سے اُٹھ کر جائیں۔ میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ مگر حضرت سلیمانؑ اس سے بھی زیادہ جلدی چاہتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا کہنے لگا۔ کہ میں اپنے بازو کی قوّت سے بہت جلد تخت کو اُٹھا کر لا سکتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو قدرت دی ہے اور میں مُعتبر ہوں۔ اس تخت کے لانے میں خیانت نہیں کروں گا۔ وہ تخت بہت بیش قیمت تھا۔ سونے چاندی اور لعل و جواہر سے جڑا ہوا تھا۔

آصف بن برخیا کتب سماویہ کا عالم تھا اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا۔ کہنے لگا۔ کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ آپ کسی طرف دیکھئے قبل اس کے کہ آپ اُدھر سے نگاہ ہٹائیں آپ کے سامنے تخت رکھا ہو گا۔ حضرت سلیمانؑ کہنے لگے۔ کہ یہ تخت ظاہری اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے۔ کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے ہیں۔ جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور چونکہ ولی کی خصوصًا صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت سلیمانؑ پر بھی اُس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے۔ جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلافِ معمول ظاہر کیا جاتا ہے۔ پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرّہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارب" سے شام پہنچا دے۔ حالانکہ تخت بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرّہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔

شکر گذاری کا فائدہ

حضرت سلیمانؑ ہر ہر قدم پر حق تعالےٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکر گزاری کے لئے تیار رہتے تھے۔ گویا یہ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کے حکم کی تعمیل تھی۔

وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ

(پ ۱۹ ع ۱۸)۔

ترجمہ:۔ جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی ناشکری کرے، سو میرا رَب بے پرواہ ہے اور کرم والا ہے۔

مطلب:۔ شکر گذاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے کہ دُنیا و آخرت میں مزید انعامات ملتے ہیں۔ ناشکری کریگا تو خدا کا کیا نقصان؟ وہ ہمارے شکریّوں سے قطعًا بے نیاز اور بذات خود کامل الصّفات اور منبع الکمالات ہے۔ ہمارے کفرانِ نعمت سے اُس کی کسی صفتِ کمالیہ میں کمی نہیں آجاتی یہ بھی اُسکا کرم ہے کہ ناشکروں کو فورًا سزا نہیں دیتا۔ ایسے کریم کی ناشکری کرنے والا پرلے درجہ کا احمق اور بے حیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ کہ اس تخت کا رُوپ ملکہ بلقیس کے آنے سے پہلے بدل دو۔ اس کی وضع اور ہیئت بدل ڈالو۔ جسے دیکھ کر بلقیس آسانی سے سمجھ نہ سکے۔ اس سے بلقیس کی عقل و فہم کو آزمانا تھا۔ کہ ہدایت پانے کی استعداد اُس میں کہاں تک موجود ہے۔ پھر جب بلقیس آپہنچی۔ تو کسی نے پوچھا۔ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ بولی گویا یہ وہی ہے نہ کہا کہ ہاں وہی ہے اور نہ بالکل نفی کی۔ جو حقیقت تھی ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دی کہ تخت وہی ہے مگر کچھ اوصاف میں فرق آ گیا۔ اور فرق چونکہ بہت زیادہ نہیں۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ گویا وہی ہے۔ کہنے لگی۔ اس معجزہ کی حاجت نہ تھی۔ ہم کو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا۔ کہ سلیمانؑ محض بادشاہ نہیں بلکہ اللہ کے مقرّب بندہ ہیں۔ اور اسی لئے ہم نے فرمانبرداری اور تسلیم و انقیاد کا راستہ اختیار کیا۔

ملکہ بلقیس کا مشرّف بہ اسلام ہونا

حق تعالےٰ نے یا حضرت سلیمانؑ نے حق تعالےٰ کے حکم سے ملکہ بلقیس کو آفتاب وغیرہ کی پرستش سے روک دیا۔ جس میں وہ معہ اپنی قوم کے مُبتلا تھی یا یہ مطلب ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہونے تک جو علانیہ اسلام کا اظہار نہیں کیا۔ اُس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کا خیال اور کافروں کی تقلید و صحبت نے اُس کو ایسا کرنے سے روک رکھا تھا۔ نبی کی صحبت میں پہنچ کر وہ روک کاوٹ جاتی رہی۔ ورنہ حضرت سلیمانؑ کی صداقت کا اجمالی علم اس کو پہلے ہی ہو چکا تھا۔

کسی نے اُس عورت کو کہا۔ کہ محل کے اندر داخل ہو۔ پھر جب اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی گہرا ہے۔ اور اُس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں۔ کہنے لگی۔ یہ تو ایک محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس میں پتھروں کی جگہ شیشہ کا فرش تھا صاف شیشہ دُور سے نظر آتا کہ پانی لہرا رہا ہے اور ممکن ہے شیشہ کے نیچے واقعی پانی ہو۔ یعنی حوض کو شیشہ سے پاٹ دیا ہو۔ ملکہ نے پانی میں گھُسنے کے لئے پنڈلیاں کھولیں۔ سلیمانؑ نے پکارا کہ یہ شیشہ کا فرش ہے پانی نہیں۔ اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں وہی صحیح ہو گا۔ اور یہ بھی پتہ لگ گیا کہ جس ساز و سامان پر اُس کی قوم کو ناز تھا۔ یہاں اُس سے بڑھ کر سامان موجود ہے۔ گویا حضرت سلیمانؑ نے اُس کو متنبہ فرما دیا۔ کہ آفتاب و ستاروں کی چمک پر مفتوں ہو کر اُنہیں خدا سمجھ لینا ایسا ہی دھوکہ ہے۔ جیسے آدمی شیشہ کی چمک دیکھ کر پانی گمان کرے۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ (پ ۱۹ ع ۱۸)

ترجمہ:۔ بولی اے پروردگار! میں نے اپنی جان کا بُرا کیا اور میں اللہ کے آگے سلیمانؑ کے ساتھ حکم بردار ہوئی۔ وہ اللہ جو سارے جہان کا رب ہے۔

مطلب:۔ اے پروردگار! میں تیری حکم بردار ہو کر سلیمانؑ کا راستہ اختیار کرتی ہوں۔ اب تک میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا کہ شرک و کفر میں مبتلا رہی۔ اب اس سے تائب ہو کر تیری بارگاہِ ربوبیت کیطرف رجوع کرتی ہوں۔

قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے ساتھ اُس نے شادی کی اور وہیں رہ گئی یا پھر یمن میں چلی گئی۔ نہ یہ کہ اُس وقت تک اُس کی شادی ہو چکی تھی۔ یا نہیں اور پھر شادی یمن میں کس کے ساتھ ہوئی؟

یہ بات قرآن سے ثابت نہیں ہے کہ حضرت سلیمانؑ بلقیس پر غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے مشہور تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں۔ اس بات کے دریافت کرنے کو سلیمانؑ نے یہ تدبیر کی تھی۔ یہ سب افسانے ہیں جو لوگوں نے خود ہی گھڑ لئے ہیں۔

دعائے حضرت سلیمانؑ

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ٥ (پ ۲۳ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ بولا اے میرے رب! مجھ کو معاف کر اور مجھ کو وہ بادشاہی جو میرے بعد کسی کے مناسب نہ ہو۔ بے شک تو سب کچھ بخشنے والا ہے۔

مطلب:۔ ایسی عظیم الشان سلطنت عنایت فرما جو میرے سوا کسی کو نہ ملے۔ نہ کوئی دوسرا اس کا اہل ثابت ہو یا یہ مطلب ہے کہ کسی کو حوصلہ نہ ہو۔ جو مجھ سے چھین سکے۔

احادیث میں ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرما لیا ہے۔ یعنی وہ دعا ضرور ہی قبول کریں گے۔ شاید یہ حضرت سلیمانؑ کی وہی دعا ہو۔ آخر نبی زادے اور بادشاہ زادے تھے۔ دعا میں بھی یہ رنگ رہا کہ بادشاہت ملے اور اعجازی رنگ کی ملے۔ وہ زمانہ ملوک اور جبّارین کا تھا۔ اس حیثیت سے بھی یہ دعا زمانہ کے مذاق کے موافق تھی۔ اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد ملک حاصل کرنے سے اپنی شوکت و حشمت کا مظاہرہ کرنا نہیں۔ بلکہ اُس دین کا ظاہر و غالب کرنا اور قانونِ سماوی کا پھیلانا ہوتا ہے۔ جس کے وہ حامل بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ لہٰذا اس کو دُنیاداروں کی دُعا پر قیاس نہ کیا جائے۔

حضرت سلیمانؑ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

حضرت سلیمانؑ کا ایک تخت تھا۔ جو فضا میں اُڑتا ہوا اُس کو شام سے یمن اور یمن سے شام لے چلتی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔ ایک مہینہ کی مسافت ہوا کے ذریعہ سے آدھے دن میں طے ہوتی تھی۔

جنات بڑی بڑی دیگیں سانچوں میں ڈھال کر بناتے تھے۔ جن میں ایک لشکر کا کھانا پکتا تھا۔ اور لگنوں میں کھلایا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنات اُن کے آگے قُلیوں کی طرح کام میں لگے رہتے تھے۔ اُن کو اللہ کا حکم تھا۔ کہ حضرت سلیمانؑ کی اطاعت کریں۔ ذرا سرکشی کی۔ تو آگ میں پھونک دیا جائے گا۔ جنات بڑے بڑے محلات مسجدیں اور مجسم تصویریں بناتے جو اُن کی شریعت میں ممنوع نہیں ہونگی۔ تانبے کے بڑے بڑے لگن بناتے جیسے حوض یا تالاب اور ایسی دیگیں تیار کرتے جو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی تھیں۔ ایک ہی جگہ رکھی رہتیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے سلیمانؑ! ان عظیم الشان انعامات و احسانات کا شکر ادا کرتے رہو۔ محض زبان سے نہیں بلکہ عمل سے وہ کام کرو جن سے حق تعالیٰ کی شکرگزاری ٹپکتی ہو۔ بات یہ ہے کہ احسان تو خدا کم و بیش سب پر کرتا ہے۔ لیکن پورے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ جب تھوڑے ہیں تو قدر زیادہ ہو گی۔ لہٰذا کامل شکر گزار بن کر اپنی قدر و منزلت بڑھاؤ۔

زندگی یا موت؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ خِیَارَكُمْ وَاَغْنِیَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَیْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِیَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا رواه الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تمہارے امراء تمہارے بہتر لوگ ہوں اور تمہارے دولتمند تمہارے سخی ہوں اور تمہارے امور باہمی مشورہ سے طے پائیں اس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہو گی۔ (یعنی زندگی موت سے بہتر ہو گی) ـــــ اور جب کہ تمہارے امراء تمہارے شریر و بدکار لوگ ہوں۔ اور تمہارے دولتمند تمہارے بخیل ہوں۔ اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں۔ اس وقت تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہو گا۔ (یعنی تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہو گی ☆)

خاموش مبلغ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مظاہر علوم (سہارنپور)

حضرت مصعب بن عمیرؓ

حضرت مصعب بن عمیرؓ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی اس جماعت کے ساتھ جو سب سے پہلے منیٰ کی گھاٹی میں مسلمان ہوئی تھی۔ تعلیم اور دین کے سکھانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ یہ مدینہ طیبہ میں ہر وقت تعلیم و تبلیغ میں مشغول رہتے لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے اور دین کی باتیں سکھلاتے تھے۔ اسعد بن زرارہ کے پاس ان کا قیام تھا اور مقری (پڑھانے والا) مدرس کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر یہ دونوں سرداروں میں تھے ان کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ سعد نے اسید سے کہا کہ تم اسعد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم نے یہ سنا ہے۔ کہ تم کسی پردیسی کو اپنے ساتھ لے آئے ہو جو ہمارے ضعیف لوگوں کو بے وقوف بناتا ہے۔ بہکاتا ہے۔ وہ اسعد کے پاس گئے اور ان سے سختی سے یہ گفتگو کی۔ اسعد نے کہا کہ تم ان کی بات سن لو۔ اگر تمہیں پسند آئے قبول کر لو۔ اگر سننے کے بعد ناپسند ہو تو روکنے کا مضائقہ نہیں۔ اُسید نے کہا یہ انصاف کی بات ہے۔ سننے لگے۔ حضرت مصعبؓ نے اسلام کی خوبیاں سنائیں اور کلام اللہ شریف کی آیتیں تلاوت کیں۔ حضرت اُسیدؓ نے کہا کیا ہی اچھی باتیں ہیں اور کیا ہی بہتر کلام ہے۔ جب تم اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے ہو تو کس طرح داخل کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم نہاؤ اور پاک کپڑے پہنو اور کلمۂ شہادت پڑھو۔ حضرت اُسیدؓ نے اسی وقت سب کام کئے اور مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد یہ سعد کے پاس گئے اور ان کو بھی اپنے ہمراہ لائے۔ ان سے بھی یہی گفتگو ہوئی۔ سعد بن معاذ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہوتے ہی اپنی قوم بنو الاشہل کے پاس گئے ان سے جا کر کہا۔ کہ میں تم لوگوں کی نگاہ میں کیسا آدمی ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم میں سب سے افضل اور بہتر ہو۔ اس پر سعد نے کہا۔ کہ مجھے تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام حرام ہے۔ جب تک تم مسلمان نہ ہو جاؤ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاؤ۔ ان کے اس کہنے سے قبیلہ اشہل کے سب مرد و عورت مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت مصعبؓ ان کو تعلیم دینے میں مشغول ہو گئے۔ (تلقیح)

ف۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عام دستور تھا کہ جو شخص بھی مسلمان ہوتا تھا۔ وہ مستقل ایک مبلغ ہوتا۔ اور جو بات اسلام کی اس کو آتی تھی۔ اس کا پھیلانا اور دوسروں تک پہنچانا اس کی زندگی کا ایک مستقل کام تھا۔ جس میں نہ کھیتی مانع تھی نہ تجارت نہ پیشہ نہ ملازمت۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر اسلام لانے سے پہلے بڑے ناز کے پلے ہوئے اور مال دار لڑکوں میں سے تھے۔ ان کے باپ ان کے لئے دو دو سو درم کا جوڑا خرید کر پہناتے تھے نوعمر تھے۔ بہت زیادہ ناز و نعمت میں پرورش پاتے تھے۔ اسلام کے شروع ہی زمانے میں گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے۔ اور اسی حالت میں رہتے۔ کسی نے ان کے گھر والوں کو بھی خبر کر دی۔ انہوں نے ان کو باندھ کر قید کر دیا۔ کچھ روز اسی حالت میں گذرے اور جب موقع ملا تو چھپ کر بھاگ گئے۔ اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے ان کے ساتھ ہجرت کر کے چلے گئے۔ وہاں سے واپس آکر مدینہ منورہ کی ہجرت فرمائی۔ اور زہد و فقر کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اور ایسی تنگی کی حالت تھی کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت مصعبؓ سامنے سے گذرے۔ ان کے پاس صرف ایک چادر تھی۔ جو کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس حالت اور اس پہلی حالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ غزوۂ احد میں مہاجرین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ جب مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں منتشر ہو رہے تھے۔ تو یہ جمے ہوئے کھڑے تھے۔ ایک کافر ان کے قریب آیا اور تلوار سے ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جاوے اور مسلمانوں کو گویا کھلی شکست ہو جائے انہوں نے فوراً دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا۔ انہوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر سینے سے جھنڈا چمٹا لیا کہ گرے نہیں۔ اس نے ان کے تیر مارا جس سے شہید ہو گئے۔ مگر زندگی میں جھنڈے کو نہ گرنے دیا۔ اس کے بعد جھنڈا گرا جس کو فوراً دوسرے شخص نے اٹھا لیا۔

جب ان کو دفن کرنے کی نوبت آئی تو صرف ایک چادر ان کے پاس تھی جو پورے بدن پر نہیں آتی تھی۔ اگر سر کی طرف سے ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کی جاتی تو سر کھل جاتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ چادر کو سر کی جانب کر دیا جائے اور پاؤں پر اذخر کے پتے ڈال دیئے جائیں۔ (قرۃ۔ اصابہ)

ف:۔ یہ آخری زندگی ہے اُس نازک اور نازوں میں پلے ہوئے کی جو دو سو درم کا جوڑا پہنتا تھا۔ کہ آج اس کو کفن کی ایک چادر بھی پوری نہیں ملتی۔ اور اس پر ہمت یہ کہ زندگی میں جھنڈا نہ گرنے دیا۔ دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ مگر پھر بھی اس کو نہ چھوڑا۔ بڑے نازوں کے پلے ہوئے تھے۔ مگر ایمان ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی طرح سے جمتا تھا کہ پھر وہ اپنے سوا کسی چیز کو بھی نہ چھوڑتا تھا۔ روپیہ پیسہ راحت آرام ہر قسم کی ہر چیز سے ہٹا کر اپنے میں لگا لیتا تھا۔

پیشین گوئی

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت معاویہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حکم الٰہی پر قائم رہے گی۔ اس جماعت کو نہ وہ نقصان پہنچا سکیں گے۔ جو اس کی تائید و اعانت چھوڑ دیں گے۔ اور نہ وہ شخص ضرر پہنچا سکے گا۔ جو اس کی مخالفت کرے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا حکم آ جائے گا (یعنی موت آ جائے گی)، اور وہ اپنے اسی حال پر ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

(خاموش مبلغ)

حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب سابق ناظم دارالعلوم دیوبند

اشاعتِ اسلام کا ایک ورق

حضرت خالدؓ عراق میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالدؓ بن الولید اور عیاضؓ بن غنم کو مامور فرمایا کہ عراق میں داخل ہوں۔ خالدؓ بن الولید عراق کی اسفل جانب سے اور عیاض اعلیٰ جانب سے اور دونوں حیرہ پر جاکر مل جائیں۔ اور دونوں میں سے حیرہ پر جو پہلے پہنچیں وہی لشکر کے امیر ہوں گے آپ نے دونوں صاحبوں کو یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے لشکر میں سے جو لوگ واپس ہونا چاہیں۔ ان کو اجازت دے دینا۔ اس اجازت کی بناء پر لشکر کا ایک حصہ واپس ہو گیا۔ تو دونوں صاحبوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہماری امداد کے لئے کچھ لشکر بھیجا جائے۔ آپ نے حضرت خالدؓ کی امداد کے واسطے تنہا قعقاع بن عمرو تمیمی کو بھیجا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت خالدؓ کے لشکر میں قلت ہے۔ اور آپ تنہا ایک شخص کو ان کی امداد کے واسطے بھیجتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس لشکر میں قعقاع جیسا ایک شخص بھی ہو وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اور عیاض بن غنم کی امداد کے لئے عبدؓ بن غوث حمیری کو بھیجا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فراست تھی اور یہ مسلمانوں کے افراد کا ایمان کامل تھا۔

حیرہ کا بطورِ صلح فتح ہونا

ملک عراق میں داخل ہونے کے لئے حیرہ بطور دروازہ کے تھا بادشاہان فارس کی طرف سے حیرہ پر بڑا حاکم رہتا تھا اور حیرہ کے انجام پر تمام گرد و نواح کے شہروں اور قصبات کا مدار تھا۔ اکثر اطراف کے چودھری اسی انتظار میں تھے۔ کہ حیرہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔ اہل حیرہ نے صلح کر لینی چاہی اور گفتگوئے مصالحت کے واسطے ایاس بن قبیصہ اور عمرو بن عبد المسیح (عیسائی) حضرت خالدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمرو بن عبد المسیح کی عمر کئی سو سال کی تھی۔ اور اس کا لقب ابن بقیلہ تھا (عربی میں سبزی اور ترکاری کو بقل کہتے ہیں۔ بقیلہ اس کی تصغیر ہے) عبد المسیح ایک موقع پر سبز چادریں اوڑھے ہوئے آیا تھا۔ لوگ اس کو ابن بقیلہ کہنے لگے۔

عمرو بن عبد المسیح جب حضرت خالدؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ کہا کئی سو سال کی۔ آپ نے فرمایا تم نے سب سے زیادہ عجیب بات کیا دیکھی۔ کہا حیرہ اور دمشق کے درمیان متصل آبادی تھی ایک گاؤں دوسرے گاؤں سے ملا ہوا تھا۔ ایک تنہا عورت سفر کرتی تھی۔ اور اس کو ایک روٹی کے سوا کسی قسم کے توشہ اور زادِ راہ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ حضرت خالدؓ نے ہنس کر اس کے ساتھیوں سے فرمایا۔ کہ تم ایک ایسے بوڑھے شخص کے ذریعہ سے گفتگو کرنا چاہتے ہو جس کی عقل و حواس درست نہیں رہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا ہے۔ ابن بقیلہ نے سن کر حضرت خالدؓ سے گفتگو کی اور ان کے ہر سوال کا معقول جواب دیا۔ جس پر آپ کو یقین ہو گیا۔ کہ اس کے حواس بالکل درست ہیں اور یہ جو کچھ اپنی عمر اور تجربہ کے متعلق کہتا ہے صحیح ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

اَلْقَوْمُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْهِمْ (قوم اپنے اندرونی حال کو زیادہ جانتی ہے۔)

عمرو بن عبد المسیح کے خادم کے ساتھ ایک تھیلی میں زہر تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے اور کیوں ساتھ لیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہ سَمِ ساعۃ (فی الفور ہلاک کر دینے والا زہر) ہے۔ اور یہ اس لئے ساتھ لایا تھا۔ کہ اگر میں تم لوگوں کے حالات ایسے نہ دیکھتا جو اب دیکھ رہا ہوں۔ تو میں اپنی قوم کے واسطے کسی مکروہ بات کا واسطہ اور ذریعہ نہ بنتا۔ بلکہ زہر کھا کر ہلاک ہو جاتا۔ حضرت خالدؓ نے زہر کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا کہ کوئی شخص اجل معین سے پہلے نہیں مرتا۔ اور نہ کوئی چیز بلا حکم خدا اثر کرتی ہے۔ اور یہ کہہ کر آپ نے یہ دعا پڑھی:- بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرَ الْاَسْمَاءِ وَرَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ دَاءٌ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور دعا پڑھ کر زہر نگل لیا۔

ابن بقیلہ نے کو ایک حیرت انگیز اور تعجب خیز بات دیکھی تھی مگر وہ خود عالم اور تجربہ کار تھا۔ اس نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ وَاللّٰهِ لَتَبْلُغُنَّ مَا اَرَدْتُمْ مَا دَامَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰكَذَا (قسم ہے اللہ کی تم میں ایک بھی جبتک ایسا رہے گا۔ تم اپنی مراد کو پہنچتے رہو گے)

اور پھر اس نے اہل حیرہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے آج تک کوئی ایسی واضح اور روشن بات نہیں دیکھی۔ اس کے بعد ابن بقیلہ نے حضرت خالدؓ سے ایک سالانہ محصول معین کر کے صلح کر لی کہ اہل حیرہ کی جان و مال کی محافظت مثل مسلمانوں کے کی جاوے گی۔

اہل حیرہ کے ساتھ صلح کا ہونا تھا کہ تمام گرد و نواح کے چودھریوں اور نمبرداروں نے اپنے اپنے علاقہ کی طرف سے صلح کر لی۔

عمرو بن عبد المسیح خود اہل کتاب میں کا بڑا عالم تھا۔ اور صدہا سال کے تجربہ نے اس کو کامل و مکمل بنا دیا تھا۔ اس کو حضرت خالدؓ کی گفتگو سننے اور مسلمانوں کے حالات بچشم خود دیکھنے سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ قوم حق پر ہے۔ ان کا غلبہ ضرور ہو گا۔ اور حضرت خالدؓ کے اس قوت ایمانی اور توکل نے کہ بلا اندیشہ ایسے سخت زہر کو نگل لیا اور اس کا اثر کچھ بھی ظاہر نہ ہوا۔ اس کے علم کو درجہ عین الیقین تک پہنچا دیا۔ اس نے بلا تامل صلح کر کے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو ہر قسم کی آفات اور مصیبتوں سے بچا لیا۔ لیکن بایں ہمہ مسلمانوں کی طرف سے ادنیٰ تحریک بھی اس امر کی نہ ہوئی۔ کہ جب تم کو ہماری حقانیت کا یقین ہے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس معاملہ میں ان کو ان کے اختیار پر چھوڑا۔ ہدایت و ضلالت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اہل حیرہ مسلمان نہ ہوئے۔ بلکہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس صلح کو خود توڑا۔ مگر حضرت مثنیٰ نے دوبارہ ان سے صلح کر لی۔ لیکن انہوں نے مکرر اس صلح کو توڑ دیا۔ جس پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے محصول کی مقدار بڑھا کر پھر صلح کر لی اور لشکرِ اسلام نے باوجود مکرر نقضِ عہد کے اپنی طرف سے کوئی زیادتی نہ کی ✻

جناب حاجی کمال الدین صاحب (لاہور)

نقصان دِہ امور

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کا انتقال ہُوا تو مجمع میں سے کسی نے اُن کو ظاہری حالات کے اعتبار سے جنتی بتایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہیں کیا خبر ہے۔ ممکن ہے کبھی انہوں نے کوئی بیکار بات زبان سے نکال دی ہو۔ یا کبھی ایسی چیز میں بخل کیا ہو۔ جس سے ان کو کوئی نقصان نہیں تھا۔ یعنی یہ چیزیں بھی جنت میں جانے سے ابتداءً مانع بن جاتی ہیں۔ حالانکہ بیکار باتوں میں منہمک رہنا اور فضول گفتگو میں اوقات ضائع کرنا ہم لوگوں کا ایسا دلچسپ مشغلہ ہے کہ شاید ہی کسی کی کوئی مجلس اس سے خالی ہوتی ہو۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت کے قربان جایئے۔ کہ حضورؐ نے ہر مشکل کا حل بتایا اور ۲۳ برس کے قلیل عرصے میں ساری دُنیا کی ہر قسم کی ضرورتوں کا حل تجویز فرما دیا۔

ایک اور حدیث میں یہ قصہ ذرا تفصیل سے آیا ہے۔ ارشاد ہے کہ شاید کسی لایعنی چیز میں گفتگو کرلی ہو۔ یا کسی لایعنی چیز میں بخل کر لیا ہو۔ ہم لوگ بہت سی چیزوں کو بہت سرسری سمجھتے ہیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ کے ہاں ثواب کے اعتبار سے بھی اور عذاب کے اعتبار سے بھی ان کا بہت اونچا درجہ ہوتا ہے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ آدمی اللہ تعالےٰ کی رضا کی کوئی بات زبان سے نکالتا ہے۔ جس کو وہ کچھ اہم بھی نہیں سمجھتا لیکن اس کی وجہ سے اس کے درجات بہت بلند ہو جاتے ہیں اور کوئی حکم اللہ کی ناراضی کا کہہ دیتا ہے۔ جس کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اتنا نیچے پھینک دیا جاتا ہے کہ جتنا مشرق سے مغرب دُور ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں کسی نے پکا ہُوا ایک گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ چونکہ حضورؐ کو گوشت کا بہت شوق تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ اس کو اندر رکھ دے شاید کسی وقت حضورؐ نوش فرمائیں۔ خادمہ نے اس کو اندر طاق میں رکھ دیا۔ اس کے بعد ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کیا۔ کہ کچھ اللہ کے واسطے دے دو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ہاں برکت فرمائے۔ گھر میں سے جواب ملا کہ اللہ تعالےٰ تجھے برکت دے (یہ اشارہ تھا کہ کوئی چیز دینے کیلئے موجود نہیں)، وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں حضورؐ تشریف لے آئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ ام سلمہؓ میں کچھ کھانا چاہتا ہوں۔ کوئی چیز تمہارے ہاں ہے؟ حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ جاؤ وہ گوشت حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دو۔ وہ اندر گئیں اور جا کر دیکھا کہ طاق میں گوشت تو ہے نہیں سفید پتھر کا ایک ٹکڑا رکھا ہُوا ہے۔ حضورؐ کو واقعہ معلوم ہُوا۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم نے وہ گوشت چونکہ سائل (فقیر) کو نہ دیا۔ اس لئے وہ گوشت پتھر کا ٹکڑا بن گیا۔

خیال فرمایئے کتنی بڑی عبرت کا مقام ہے۔ ازواج مطہرات کی سخاوت اور فیاضی کا کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک ٹکڑا گوشت کا اگر انہوں نے ضرورت سے روک لیا۔ اور وہ بھی اپنی ضرورت سے نہیں بلکہ حضورؐ کی ضرورت سے روکا تو اس کا یہ حشر ہُوا۔ اور یہ بھی حقیقتاً اللہ پاک کا خاص لطف و کرم حضورؐ کے گھر والوں کے ساتھ تھا۔ کہ اس گوشت کا جو اثر فقیر کو نہ دینے سے ہُوا۔ اور حضورؐ کی برکت سے اپنی اصلی حالت میں گھر والوں پر ظاہر ہو گیا۔ جس کا مطلب یہ ہُوا۔ کہ ضرورت مند سے بچا کر اور انکار کر کے جو شخص کھاتا ہے وہ اثر اور ثمرہ کے اعتبار سے ایسا ہے جیسا کہ پتھر کھا لیا ہو۔

ہم لوگ بے شمار اللہ پاک کی نعمتیں کھاتے ہیں۔ لیکن ان سے وہ فوائد بہت کم حاصل ہوتے ہیں جو ہونے چاہئیں۔ اور کہتے ہیں کہ چیزوں میں اثر نہیں رہا۔ حالانکہ حقیقت میں اپنی ہی نیتیں خراب ہیں اس لئے بدنیتی سے فوائد میں کمی ہوتی ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ اس امت کی اصلاح کی ابتداء (اللہ تعالےٰ کے ساتھ یقین اور دُنیا سے بے رغبتی سے ہوئی) اور اس کی فساد کی ابتداء بخل اور لمبی لمبی امیدوں سے (ہو گی)۔

حقیقت میں بخل بھی لمبی لمبی امیدوں سے ہی پیدا ہوتا ہے کہ آدمی دُور دُور کے منصوبے سوچتا ہے۔ پھر اس کے لئے جمع کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ اگر آدمی کو اپنی موت یاد رہے اور یہ سوچتا رہے کہ نہ معلوم کتنے دن کی زندگی ہے۔ تو پھر نہ تو زیادہ دُور کی سوچ و فکر ہو نہ زیادہ جمع کرنے کی ضرورت ہو۔ بلکہ اگر موت یاد آتی رہے تو پھر اُس گھر کے لئے زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی فکر ہر وقت سوار رہے!

خدا تعالےٰ ہم سب کو فضول بات کرنے سے بچائے اور سائل کو دینے کی توفیق بخشے اور موت کو یاد کرنے کا فکر ہر وقت رہے کہ نہ معلوم کس وقت بلاوا آجائے۔ آمین ثم آمین +

نتیجہ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ (رواہ مالک)

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ جس قوم میں مال غنیمت کے اندر خیانت کرنے کا عیب پیدا ہو جائے خداوند تعالیٰ اس کے دلوں میں (دشمنوں کا رُعب) پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس قوم میں زناکاری پھیلتی ہے اسمیں اموات کی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو قوم ماپنے اور تولنے میں کمی کرتی ہے (یعنی کم ناپتی اور کم تولتی ہے) اس کا رزق اُٹھا لیا جاتا ہے اور جو قوم ناحق حکم کرتی ہے (یعنی جس قوم کے امراء احکام نافذ کرنے میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور ناحق احکام جاری کرتے ہیں)، اس میں خون ریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے۔ اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

(خاموش مبلغ)

جناب محمد شفیع عمی الدین صاحب رسانگھڑ)

گناہ کیونکر معاف ہو سکتے ہیں؟ (۲)

خیرات

صدقات اور خیرات کی برکت سے بھی اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے:-

وَ اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَ تُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ وَ یُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۝ (البقرۃ آیت ۲۷۱-ع ۳۱)-

ترجمہ:- اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو تو اچھی بات ہے - اور اگر چھپا کر دو- اور فقیروں کو پہنچا دو- تو تمہارے حق میں وہ بہتر ہے - اور اللہ تمہارے کچھ گناہ دور کر دے گا- اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبر رکھنے والا ہے-

حضرت مولینا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا حاشیہ:-

" اگر لوگوں کی دکھانے کی نیت نہ ہو تو خیرات کرنا لوگوں کے رو برو بھی بہتر ہے تاکہ اور لوگوں کو بھی شوق اور رغبت ہو- اور چھپا کر خیرات کرنا بھی بہتر ہے تاکہ لینے والا نہ شرمائے- خلاصہ یہ کہ اظہار اور اخفا دونوں بہتر ہیں- مگر ہر موقع اور مصلحت کا لحاظ ضروری ہے-

کبیرہ گناہوں سے بچنا

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ نُدۡخِلۡکُمۡ مُّدۡخَلًا کَرِیۡمًا ۝ (النساء آیت ۳۱ ع ۵)-

ترجمہ:- اگر تم اُن بڑے گناہوں سے بچو گے- جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے- تو ہم تم سے تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے- اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے-

حاصل کلام

(۱) کبیرہ گناہوں سے بچنے سے اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہ معاف فرماتا ہے-

(۲) کبیرہ گناہوں سے بچنے اور صغیرہ گناہوں کی معافی کا نتیجہ یہ ہو گا- کہ اللہ عزت کا مقام (جنت) عطا فرمائے گا-

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے بڑے شفقت کے پیرائے میں انعام اور بخشش کا وعدہ دے کر اپنے بندوں کو روکا کہ وہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب نہ ہوں-

بقول حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ "کبیرہ گناہ وہ ہیں- جن پر قرآن وحدیث میں صاف وعدہ دیا دوزخ کا- یا اللہ کا غصہ یا حد مقرر فرمائی اور تقصیر وہ کہ منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں"

چند کبیرہ گناہ یہ ہیں:-

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا-
(۲) ناحق قتل کرنا-
(۳) جادو کرنا، اس کا سیکھنا یا سکھانا-
(۴) سود کھانا-
(۵) یتیم کا مال ناحق کھانا-
(۶) میدانِ جہاد سے پُشت دیکر بھاگنا-
(۷) پاک دامن مسلمان عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا-
(۸) ماں باپ کو گالی دینا-
(۹) جھوٹی گواہی دینا-
(۱۰) اس ڈر سے اولاد کو قتل کرنا- کہ کھانے میں شریک ہو گی-
(۱۱) زنا کرنا-
(۱۲) شراب پینا-
(۱۳) مسلمان کی آبرو ریزی کرنا-
(۱۴) چوری کرنا-
(۱۵) خیانت کرنا-
(۱۶) دھوکہ دینا-
(۱۷) بہتان باندھنا-
(۱۸) لواطت کرنا-
(۱۹) رشوت لینا-
(۲۰) خاوند اور بیوی کے درمیان تفرقہ ڈالنا- (۲۱) چغلوری کرنا-
(۲۲) سؤر اور مردار کا گوشت کھانا-
(۲۳) کسی جاندار کو آگ میں جلانا-
(۲۴) قرآن کریم سیکھ کر بھلا دینا-
(۲۵) نماز نہ پڑھنا-
(۲۶) زکوٰۃ نہ دینا-
(۲۷) ماہ رمضان کے روزے نہ رکھنا-
(۲۸) جھوٹ بولنا-
(۲۹) گالی دینا-
(۳۰) اپنے ماں باپ کو گالی دینا- وہ اس طرح کہ ایک شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے اور دوسرا اس گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دے-

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو- کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کو چھوڑ دو- تاکہ اللہ کے غضب اور عذاب سے بچ جاؤ- اور گناہوں کی معافی کے حقدار بن جاؤ-

توبہ

گناہوں سے توبہ اور استغفار کرو-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَۃً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ یُدۡخِلَکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ یَسۡعٰی بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ بِاَیۡمَانِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَ اغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ (التحریم آیت ۸ ع ۲)-

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ کے سامنے خالص توبہ کرو- کچھ بعید نہیں- کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے- جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی- جس دن اللہ اپنے نبیؐ کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے- رسوا نہیں کریگا- ان کا نور ان کے آگے اور داہنی دوڑ رہا ہو گا- وہ کہہ رہے ہونگے- اے ہمارے رب ہمارے لئے اپنا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے- بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے-

حاصل کلام

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے- اب بندوں پر واجب ہے کہ سچے دل کے ساتھ توبہ و استغفار کرتے رہیں-

خالص توبہ یہ ہے- کہ وہ اپنے گناہ پر نادم ہو- نیت کرے- کہ دوبارہ ایسا گناہ نہ کروں گا- اور دل میں اللہ کا خوف ہو-

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں:- "صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر خیال نہ رہے اس گناہ کا"

حدیث:- عن الاغر بن یسار المزنیؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ اعز بن یسار مزنی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو۔ اللہ کے سامنے توبہ اور استغفار کرو۔ میں دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

حدیث:۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے سے پہلے توبہ کرے۔ تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

نیز بندے کے مرنے کے وقت تک توبہ کی قبولیت کا دروازہ کھلا ہے۔

حدیث:۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک موت کا غرغرہ نہیں لگتا۔

حدیث:۔ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا (پاک وصاف) ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ (مشکوٰۃ)

بندے کو چاہیئے کہ توبہ میں تاخیر ہرگز نہ کرے۔ کیا خبر کب پیغامِ اجل آ جائے۔ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۶۱)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آپہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُسے قبضے میں لے لیتے ہیں۔ اور ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

عاصی بندہ مرتے وقت بڑی حسرت لے کر جاتا ہے:۔

رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (المنافقون آیت ۱۰)۔

ترجمہ:۔ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا۔ اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔

مگر اب مہلت کہاں ملے گی۔

اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ (نوح آیت ۴)۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ کا وقت ٹھیرا ہوا ہے۔ جب آ جائے گا۔ تو اس میں تاخیر نہ ہوگی۔

بنی اسرائیل سے عہد

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ (المائدۃ آیت ۱۲)۔

ترجمہ:۔ اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ اور ہم نے ان میں بارہ سردار مقرر کئے۔ اور اللہ نے کہا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز کی پابندی کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاؤ گے۔ اور ان کی مدد کرو گے۔ اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے۔ تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا۔ اور باغوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ پھر جو کوئی تم میں سے اس کے بعد کافر ہوا وہ بے شک سیدھے راستے سے گمراہ ہوا۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے یہود سے میثاق کی شرطیں طے کیں۔ کہ اگر وہ ان شرطوں کو پورا کریں گے۔ تو اُن کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا خود اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے"۔

ہمیں بھی حکم ہے کہ:۔

(۱) نماز پڑھیں (۲) زکوٰۃ دیں (۳) سب رسولوں پر ایمان لائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانیں۔ آپ کی مدد کریں اور آپ کی عزت کریں۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ (الفتح آیت ۹) اور (۴) اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہیں یعنی اخلاص کے ساتھ اس کی رضاجوئی کی خاطر اس کی راہ میں خرچ کرتے رہیں۔

ہمیں چاہیئے کہ عہد شکنی کر کے گمراہ نہ بن جائیں۔ بلکہ اللہ کا عہد بطریقہ احسن نباہیں۔

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ (الانعام آیت ۱۵۲)

ترجمہ:۔ اور اللہ کا عہد پورا کریں۔ اور اس کی معیت حاصل کریں۔ جسے یہ چیز حاصل ہو جائے اسے کوئی خوف اور حزن نہیں ہے

چوں بما توئی ندارم ہیچ باک

انقلاب

خاموش مبلغ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ اُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِّنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَاَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ يَوْمَئِذٍ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضرت محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے۔ جس نے علی بن ابی طالب رض سے سُنا تھا یعنی حضرت علی رض نے کہا کہ ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب رض بن عمیر آئے انکے جسم پر اسوقت صرف ایک چادر تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانہ میں وہ کس قدر خوشحال تھے اور آج انکی کیا حالت ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسوقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائیگا اور دوسرا اٹھایا جائیگا یعنی انواع و اقسام کے کھانے تمہارے سامنے رکھے جائینگے اور تم اپنے گھروں پر اسطرح پردے ڈالو گے جسطرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس روز آج کے دن سے بہتر حال میں ہونگے اسلئے کہ ہم کو اسوقت عبادت کیلئے کافی وقت ملیگا اور محنت و اشغال سے بیفکری ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں آج کے دن تم اس دن سے بہتر ہو۔ (ترمذی)

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا (اقبال)

جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام (لائلپور)

شُکرِ نعمت

ایک مرتبہ دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پریشان ہو کر گھر سے چلے۔ مسجد نبوی شریف (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ) میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی اسی حالت میں تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہاں کہاں۔ فرمایا کہ بھوک کی بیتابی نے پریشان کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کہ واللہ اسی چیز نے مجھے بھی مجبور کیا۔ کہ کہیں جاؤں۔

یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ سرکار دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا۔ کہ تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا۔ کہ یارسول اللہؐ بھوک کی شدّت نے پریشان کیا جس سے مضطرب ہو کر نکل پڑے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اسی مجبوری سے میں بھی آیا ہوں۔ تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر پہونچے۔ وہ گھر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ بیوی نے بڑی مسرّت و افتخار سے اُن حضرات کو بٹھایا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ ابوایوب کہاں گئے ہیں۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوتے ہیں۔ کسی ضرورت سے گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ابو ایوبؓ بھی حاضر خدمت ہو گئے اور فرط خوشی سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور سرکار دو عالم آقاء نامدار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ فرمایا۔ اور ایک بڑا سا کھجور کا خوشہ توڑ کر لائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ کیوں توڑا۔ اس میں کچی اور ادھ کچری بھی ٹوٹ گئیں۔ چھانٹ کر پکی ہوئی لاتے۔ انہوں نے عرض کی۔ اس خیال سے کہ ہر قسم کی سامنے ہوں جو پسند ہو وہ نوش فرمائیں۔ کہ بعض مرتبہ پکی ہوئی سے ادھ کچری زیادہ پسند ہوتی ہے۔ خوشہ سامنے رکھ کر جلدی سے گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا۔ اور جلدی جلدی کچھ تو ویسے ہی بھون لیا۔ کچھ سالن تیار کر لیا۔ حضورؐ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت ابو ایوبؓ کو دیا۔ کہ فاطمہؓ کو پہنچا دو اس کو بھی کئی دن سے کچھ نہیں مل سکا۔ وہ فوراً پہنچا کر آ گئے۔ ان حضرات نے بھی سیر ہو کر نوش فرمایا۔

اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دیکھو۔ یہ اللہ کی نعمتیں ہیں۔ روٹی ہے گوشت ہے۔ ہر قسم کی کھجوریں ہیں۔ یہ فرما کر آقاء نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ارشاد فرمایا۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت کے روز سوال ہوگا (جن حالات کے تحت میں اس وقت یہ چیزیں میسّر ہوئی تھیں ان کے لحاظ سے) صحابہؓ کو بڑی گرانی اور فکر پیدا ہو گیا کہ ایسی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں میسّر آئیں اور ان پر بھی سوال و حساب ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کرنا تو ضروری ہے ہی جب اس قسم کی چیزوں پر ہاتھ ڈالو تو اوّل بسم اللہ پڑھو اور جب کھا چکو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَشْبَعَنَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ اَفْضَلَ۔ (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ہم پر انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا کیا)

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ (پھر تم اس دن ان نعمتوں سے بھی سوال کئے جاؤ گے) کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی مراد ہے۔ کہ اس کا بھی سوال ہوگا۔ اور رہنے کے مکان کا بھی اس حدیث میں آیا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ کن......کن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ کھجور اور پانی صرف یہ دو چیزیں کھانے کو اور پینے کو ملتی ہیں۔ اور ہماری تلواریں (جہاد کیلئے) ہر وقت کندھوں پر رہتی ہیں اور دشمن کو (کوئی نہ کوئی) مقابل (جس کی وجہ سے وہ دو چیزیں بھی اطمینان اور بے فکری سے نصیب نہیں ہوتیں) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب نعمتیں ملنے والی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ قیامت میں جن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ ان میں سب سے اوّل یہ ہوگا۔ کہ ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عنایت فرمائی تھی۔ اس کا کیا حق ادا کیا۔ اور اس میں اللہ کی رضا کی کیا خدمت کی۔ اور ہم نے تجھ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا۔ (در حقیقت ٹھنڈا پانی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ جہاں ٹھنڈا پانی میسّر نہیں ہوتا۔ ان سے کوئی اس کی قدر پوچھے۔ یہ اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حد نہیں۔ مگر ہم کو اس کے نعمت عظیم ہونے کی طرف التفات بھی نہیں ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو صرف ایک لقمہ میں کتنے بڑے بڑے کرّوں نے کام کیا ہے۔ صرف ایک لقمہ کی شکر گذاری نہیں ہو سکتی ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمانبری

بادل و ہوا، چاند و سورج و ستارے آسمان و زمین، غرض ہر چیز تیری خاطر کام میں مشغول ہے۔ تاکہ تو اپنی حوائج ان کے ذریعہ سے پوری کرے اور عبرت کی نگاہ سے دیکھے کہ آدمی کی ضرورت کے لئے یہ سب چیزیں کس قدر فرمانبردار و مطیع ہیں۔ افسوس ہے انسان پر، کہ غفلت میں کھاجاتا ہے اور دینے والے کی شکر گزاری کی طرف توجہ ہی نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ بدن کی صحت، کانوں کی صحت، آنکھوں کی صحت وغیرہ وغیرہ کی بابت سوال ہوگا۔ کہ اللہ نے یہ نعمتیں اپنے لطف سے عطا فرمائیں۔ ان کو اللہ کے کس کام میں خرچ کیا۔ (یا چوپاؤں کی طرح صرف پیٹ پالنے میں ہی خرچ کیا۔

اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۝

ترجمہ:۔ کان، آنکھ اور دل، ہر شخص سے ان کی بابت قیامت کے دن سوال ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ ان میں بے فکری جو اللہ کی بڑی دولت ہے اور صحت بدن بھی ہے۔ مجاہدؒ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی ہر لذّت نعمتوں میں داخل ہے۔ جن سے سوال ہوگا۔

حضرت عمرؓ کا گذر ایک شخص پر ہوا۔ جو کوڑھی بھی تھا اور اندھا، بہرا، گونگا بھی تھا۔ آپ نے ساتھیوں سے دریافت کیا۔ کہ تم لوگ اللہ کی نعمتیں اس شخص پر بھی دیکھتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اس کے پاس کونسی نعمت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کیا پیشاب بسہولت نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کرنے

کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن تین دربار ہیں۔ ایک دربار میں نیکیوں کا حساب ہے۔ دوسرے میں اللہ کی نعمتوں کا حساب ہے۔ تیسرے میں گناہوں کا مطالبہ ہے۔ نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو جائیں گی اور برائیاں باقی رہ جائیں گی۔ جو اللہ کے فضل کے تحت میں ہوں گی۔ ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی جس قدر نعمتیں ہر آن اور ہر دم آدمی پر ہوتی ہیں ان کا شکر کرنا اُن کا حق ادا کرنا بھی آدمی کے ذمہ ہے۔ اس لئے ہر دم جتنی مقدار بھی نیکیوں کی ہو سکے۔ ان کو حاصل کرنے میں کمی نہ کرے اور کسی مقدار کو بھی زیادہ نہ سمجھے۔ کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا۔ کہ کتنے کتنے گناہ ہم نے اپنی آنکھ، کان، ناک اور بدن کے دوسرے حصّوں سے ایسے کئے ہیں۔ جن کو ہم گناہ بھی نہ سمجھتے تھے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جس کی قیامت کے دن اللہ کے یہاں پیشی نہ ہو۔ کہ اسوقت نہ کوئی پردہ درمیان میں حائل ہوگا۔ نہ ترجمان (وکیل)، دائیں طرف دیکھے گا۔ تو اپنے اعمال کا انبار ہوگا۔ بائیں طرف دیکھے گا۔ تب یہی منظر ہوگا۔ جس قسم کے بھی اعمال اچھے یا بُرے ہوں گے وہ سب ساتھ ہوں گے اور جہنم کی آگ سامنے ہوگی۔ العیاذ باللہ۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ قیامت میں سب سے اوّل یہ سوال ہوگا۔ کہ ہم نے تجھ کو صحت دی اور پانی ٹھنڈا پینے کو دیا۔ صرف ان دونوں کا ہی بتلا۔ کہ تو نے کیا حق ادا کیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اس وقت تک آدمی حساب کے میدان سے نہ ہٹے گا۔ جب تک کہ پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے (۱) عمر کس کام میں خرچ کی (۲) جوانی کی قوّت کس مشغلہ میں صرف کی؟ (۳) مال کس طریقہ سے کمایا اور (۴) کس طریقہ سے خرچ کیا۔ یعنی کمائی اور خرچ کے طریقے جائز تھے یا ناجائز؟ (۵) جو کچھ علم حاصل کیا (خواہ کسی درجہ کا ہو) اس میں کیا عمل کیا؟

اب سوچنے کا مقام ہے۔ کہ ایک ایک نعمت پر کتنی شکر گذاری کی ضرورت ہے یعنی گناہوں کا بدلہ حسنات (نیکیوں) سے ہوگا۔ وہ تو بعد کی بات ہے۔ جب کہ نعمتوں کے مقابلہ میں نیکیاں ہو جائیں گی۔ اس لئے بہت ڈرنے کا مقام ہے۔ باقی رہا۔ سوال یہ کہ اللہ کی کتنی نعمتیں ہم پر ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ (اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو۔ تو شمار نہیں کر سکتے) پھر اسی مقدار میں یعنی اَن گنت تعداد میں شکر کی ضرورت ہے!

شکر کیا ہے؟ کیا زبان سے شکر ہے شکر ہے کہنے کا نام شکر گزاری ہے؟ یاد رکھئے کہ زبان کا شکر بھی مستحسن ہے۔ لیکن اپنے اعمال سے شکر ادا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے۔ باوجود اس کے آپؐ کے بارے میں لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فرما دیا گیا تھا۔ مگر حال یہ تھا۔ کہ اور لوگ تو عشاء کے بعد سو جاتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات کھڑے ہو رہتے تھے۔ یہاں تک کہ پاؤں مبارک ورم کر گئے تھے۔ یہاں تک کہ باری تعالیٰ نے خود ممانعت فرما دی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى۔

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ہم نے قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقّت میں پڑ جائیں۔ گویا یہ ایک درجہ میں ممانعت ہے۔

کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ اتنی تکلیف گوارا فرماتے ہیں۔ حالانکہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الخ نازل فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا اَفَلَآ اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ یعنی انعام پر میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

واقعی احسان ماننے کا مقتضیٰ یہی ہے کہ احسان سے آدمی اور پگھلے اور دبے۔ ہماری طبیعتیں دنی اور خسیس ہیں کہ جتنا احسان ہمارے ساتھ کیا جاتا ہے ہماری غفلت اور ناشکری اور بڑھتی ہے۔ ورنہ شرافت کا تقاضا اس کے برعکس ہے۔ اور اس میں اپنا ہی نفع ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ

ترجمہ:- اگر میرے انعامات پر شکر کرو گے تو خوش ہو کر اور دوں گا۔ اور ناشکری کرو گے۔ تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

اور بہت سی آیات شکر کی بابت وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مجھے اور پھر تمام مسلمانوں کو اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرما لیں۔ آمین ثم آمین ٭

بقیہ:-

لاہور کا آتشیں طوفان

(صفحہ ۳ سے آگے)

(۲) چکلے اور بدکاری کے اڈّے ختم کر دیئے جائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچے رہیں۔

(۳) آتش گیر مادہ اور شراب وغیرہ کے لائسنس دینا بند کر دیا جائے۔

(۴) ہر علاقہ میں پانی کا بہتر انتظام موجود رکھا جائے۔

اور ہر علاقہ کے عوام کو باہمی تعاون و ہمدردی کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر کسی کے ذریعہ ایک مسلمان کی جان بھی بچ گئی۔ تو یہ اس کے لئے ایسا ہوا۔ جیسے تمام انسانوں کو زندہ کر دینا۔

فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔

جس نے ایک آدمی کی جان بچائی گویا اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو خدمت خلق کی توفیق اور اخلاص عطا فرمائے آمین

ہمارے دینی مدارس

مدرسہ دعوت الحق ملتان

یہ ایک خالص دینی مدرسہ ہے۔ دینیات کے علاوہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو حفظ و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مسجد کاغذ کٹاں، مسجد پپلاں، مسجد بیری والی ملتان میں خطبات جمعہ کے ذریعہ فریضہ تبلیغ انجام دیا جا رہا ہے۔ مدرسہ کی آمدنی قلیل اور خرچ کثیر ہے۔ اہل ثروت اصحاب سے تعاون کی اپیل ہے۔ ترسیل زرکا پتہ: حافظ محمد الدین جالندھری ناظم مدرسہ دعوت الحق، حسین آگاہی ملتان شہر

مدرسہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن راولپنڈی

برادران اسلام! اپنے زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے وقت مدرسہ ہذا کے غریب اور یتیم طلباء کا بھی خیال رکھیں۔ جو قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں۔ اس مدرسہ کی چھٹی سالانہ رویئداد بھی شائع ہو چکی ہے۔ جو اصحاب چاہیں منگوا کر دیکھ سکتے ہیں۔ نیز مدرسہ کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

قاری محمد دین ناظم مدرسہ ہٰذا

نوٹ:۔ راولپنڈی میں انجمن خدام الدین کی مطبوعات اور دیگر فضائل و مسائل و تجوید کی کتب مکتبہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن سے خریدیں۔

طلباء قرأت کیلئے خوشخبری

ہم نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۶۰ء سے "مدرسہ فرقانیہ مدنیہ" جامع مسجد کرتار پورہ راولپنڈی میں جناب قاری تقی الاسلام زید مجدھم کا تقرر کیا گیا ہے موصوف تجوید کی سعادت کے ساتھ عشرہ کے نصاب کے بھی مستند استاد ہیں۔ خصوصاً روایت حفص میں۔ لہٰذا ضرورت مند حضرات کو استفادہ کرنا چاہیئے۔

المعلن

(مولانا عبدالحکیم مہتمم مدرسہ جامعہ فرقانیہ مدنیہ راولپنڈی شہر

"ارشادات نبوی ﷺ"

مندرجہ ذیل پتہ پر ایک کارڈ تحریر فرما کر مفت طلب فرمائیں

پتہ:۔ ماہنامہ "الشفا" کہروڑ پکا مغربی پاکستان

دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی ضلع پشاور

دارالعلوم میں تعلیمی خدمات بحمد اللہ وسیع پیمانے پر انجام دی جا رہی ہیں۔ قرآن مجید ناظرہ مع تجوید اور درس نظامی کی مکمل تعلیم کا پورا پورا انتظام ہے۔ چھ مستند علماء درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ بعض نادار طلباء کے طعام و قیام، کتب، و دیگر مناسب ضروریات کا انتظام دارالعلوم کی طرف سے کیا جاتا ہے یہ دارالعلوم چونکہ ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس لئے اس میں درسگاہوں کی سخت ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مجوزہ عمارت میں سے ۵۰ فٹ لمبی تعمیر اہل خیر مسلمانوں کی خصوصی توجہ سے وجود میں آچکی ہے۔ اور باقی عمارت و درسی کتب و طلباء کے دیگر ضروریات کی اہل خیر مسلمانوں سے اپیل ہے۔

(مولانا) صاحبزادہ عبدالباری فاضل دیوبند مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی ضلع پشاور۔)

تعلیم الاسلام (کیمبل پور)

ضلع کیمبلپور کے ایک قصبہ کامل پور دلیہ میں سات سال سے دارالعلوم تعلیم الاسلام تعلیمی و تبلیغی سرگرمیاں جاری کئے ہوئے ہے چند دینی درد رکھنے والے حضرات کے تعاون سے ایک کتب خانہ، قریب التکمیل شاندار مسجد اور تین درسگاہوں پر مشتمل ایک عمارت معرض وجود میں آچکی ہے۔ مختلف علوم و فنون پڑھانے والے چار مدرسین حضرات کی تدریس سے طلباء کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے مزید درسی کتابوں اور درسگاہوں کے لئے نئے کمرے تعمیر کرنے کی ضرورت درپیش ہے مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ دارالعلوم کی امداد فرما کر اس کی ترقیات کا ذریعہ بنیں۔ دارالعلوم کی ہر سال روئیداد شائع کی جاتی ہے

(مولوی) محمد غوث ناظم دارالعلوم تعلیم الاسلام کامل پور دلیہ (ضلع کیمبل پور)

مدرسہ عربیہ محمود العلوم کی تعمیر نو

مدرسہ کو وسط شہر سے منتقل کر کے دائم ایم روڈ خانپور لگا شیر (ضلع مظفر گڑھ) نئی عمارت میں تعلیمی کام شروع کر دیا ہے۔ جس کے مہتمم...... مولانا غلام حیدر صاحب۔ نائب مولانا قاضی نور بخش صاحب۔ خزانچی غلام یٰسین زرگر ہیں۔ ان ہر سہ حضرات کی طرف سے اپیل ہے کہ بامروت احباب تعمیری فنڈ میں امداد دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

غلام یٰسین عفی عنہ خادم مدرسہ ہذا۔

مدرسۃ العربیہ احیاء العلوم پنجگرائیں

کی سالانہ روئیداد چھپ گئی ہے جو حضرات دیکھنا چاہیں، دفتر کو ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر مفت حاصل کریں۔ نیز مدرسہ کی معراج النبی کانفرنس بتاریخ یکم جنوری ۱۹۶۱ء۔ مطابق ۱۳ر رجب المرجب ۱۳۸۰ھ بروز اتوار کو ہونی قرار پائی ہے۔ جس میں ملک کے جید علماء کرام تشریف لاکر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرمائیں گے۔ نیز مدرسہ کی مالی حالت کمزور ہے فوری امداد کی اپیل ہے۔

(حافظ محمد ابراہیم ناظم مدرسہ العربیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ پنجگرائیں تحصیل بھکر ضلع میانوالی

مدرسہ سلیمانیہ فرقانیہ جھنگ شہر

ہمارے مدرسہ میں بچوں کو کلام اللہ حفظ و ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔ سینکڑوں بچے یہاں سے قرآن شریف پڑھ چکے ہیں۔ اسی ماہ چھ بچوں نے حفظ کلام اللہ ختم کیا ہے۔ یہ مدرسہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں قائم ہے۔ دعا فرمائیں حق تعالیٰ شانہٗ اس مدرسہ کو مزید خدمت قرآن کی توفیق عنایت فرمائیں۔

(عبدالشکور)

مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ۔ بھکر

ضلع میانوالی کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ر شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۵۔ ۶۔ ۷ر فروری ۱۹۶۱ء بروز اتوار۔ سوموار منگل نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جس میں ملک کے مقتدر علمائے کرام اور مشائخ عظام شمولیت فرمائیں گے۔

دین محمد ناظم مدرسہ عربیہ دارالھدیٰ رجسٹرڈ بھکر ضلع میانوالی

بچوں کا صفحہ:-

حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ کا بچپن اور اُن کے علمی مشاغل

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مظاہر علوم (سہارنپور)

سیّد السادات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش جمہور کے موافق رمضان ۳ھ میں ہے۔ اس اعتبار سے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے وقت ان کی عمر سات برس اور کچھ مہینوں کی ہوئی۔ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جا سکتا ہو۔ لیکن اس کے باوجود حدیث کی کئی روایتیں ان سے نقل کی جاتی ہیں۔ ابوالحوراؒ ایک شخص ہیں۔ انھوں نے حضرت حسنؓ سے پُوچھا کہ تمہیں حضور کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ ہاں! میں حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ میں صدقہ کی کھجوروں کا ایک ڈھیر لگ رہا تھا۔ میں نے اس میں سے ایک کھجور اُٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کخ کخ (ہاہا) فرمایا اور میرے مُنہ سے نکال دی۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ اور میں نے پانچوں نمازیں حضورؐ سے سمجھی ہیں۔ (مسند احمد)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وتر میں پڑھنے کے لئے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دُعا بتائی تھی:-

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ. فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لَا یُقْضٰی عَلَیْکَ. اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ.

(ترجمہ) اے اللہ! تو مجھے ہدایت فرما من جملہ ان کے جن پر تو نے ہدایت فرمائی اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں کے ذیل میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور تو میرے کاموں کا متوّلی بن جا۔ جہاں اور بہت سے لوگوں کا متوّلی ہے۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا اس میں برکت عطا فرما۔ اور جو کچھ تو نے مقدّر فرمایا ہے اس کی بُرائی سے مجھے بچا کہ تو تو جو چاہے طے فرما سکتا ہے تیرے خلاف کوئی شخص کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کا تو والی ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا۔ تیری ذات بابرکت ہے اور سب سے بلند ہے۔

امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اسی جگہ بیٹھا رہے وہ جہنم کی آگ سے نجات پائے گا۔ حضرت حسنؓ نے کئی حج پیدل کئے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ کہ مرنے کے بعد اللہ سے ملوں اور اس کے گھر پاؤں چل کر نہ گیا ہوں۔ نہایت حلیم مزاج تھے اور پرہیزگار۔ مسند احمد میں متعدّد روایات ان سے نقل کی گئی ہیں۔ اور صاحب تنقیح نے ان صحابہ میں ان کو ذکر کیا ہے جن سے تیرہ حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔ اس وقت کی اتنی احادیث کا یاد رکھنا اور نقل کرنا حافظہ کا کمال ہے اور شوق کی انتہا۔ افسوس ہے کہ ہم لوگ اپنے بچّوں کو سات برس تک معمولی سی باتیں بھی نہیں بتاتے۔

سیّد السادات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت حسنؓ سے بھی ایک سال چھوٹے تھے۔ اس لئے ان کی عمر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی یعنی چھ برس اور چند مہینے کی تھی۔ چھ برس کا بچّہ کیا دین کی باتوں کو محفوظ کر سکتا ہے لیکن امام حسینؓ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں اور محدثین نے اس جماعت میں ان کا شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت، اس کو کوئی مصیبت پہنچی ہو۔ پھر وہ عرصہ کے بعد یاد آئے اور یاد آنے پر پھر وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ پڑھے تو اس کو اس وقت بھی اتنا ہی ثواب پہنچے گا جتنا کہ مصیبت کے وقت پہنچا تھا۔ یہ بھی حضور کا ارشاد ہے کہ میری اُمّت دریا پر سوار ہو اور سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ پڑھے تو یہ ڈوبنے سے امن کا ذریعہ ہے۔ حضرت حسینؓ نے پچّیس ۲۵ حج پیدل کئے ہیں۔ نماز اور روزہ کی بھی بہت کثرت فرماتے تھے اور صدقہ اور دین کے ہر کام میں کثرت کا اہتمام تھا۔ ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسینؓ سے پُوچھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کوئی بات آپ کو یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ میں ایک کھڑکی پر چڑھا جس میں کھجوریں رکھی تھیں۔ اس میں سے ایک کھجور میں نے منہ میں رکھ لی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس کو پھینک دو۔ ہم کو صدقہ جائز نہیں۔ حضرت حسینؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار کاموں میں مشغول نہ ہو (اسد الغابہ، استیعاب) ان کے علاوہ اور بھی متعدّد روایات آپ سے منقول ہیں۔

بچپن

اگرچہ کھیل اور آرام کے ہیں
مگر بچپن کے دن بھی کام کے ہیں
جنہیں اس عمر میں ہے علم کا شوق
وہی حقدارِ انعام کے ہیں

(مضطر طرازی)

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمۂ تعلیم و جیل مغربی پاکستان

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔